مقالات

جناب عبدالغفور عاجز

(گزشتہ سے پیوستہ)

اسلام کا اخلاقی، فلاحی نظام اور ہمارا کردار

یہاں پروفیسر سارو کن کی کتاب میں سے ایک اقتباس اس لیے پیش کرنا مناسب ہوگا کہ اس سے ہمارے اخلاق و کردار کے زوال کی چند وجوہات سامنے آئیں گی۔ لکھا ہے کہ:

"آج اخلاقی قدریں بالکل بٹ گئی ہیں ان کی حیثیت آج اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان سے کسی کو کچھ فائدہ پہنچے تو انہیں قبول کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ اس راہ میں مزاحم ہوں تو انہیں بلا تکلف ترک کر دیا جاتا ہے۔ انسان نے آج مصلحت پسندی کو اپنا شعار بنا لیا ہے اور اسی طرح اس نے دنیا میں مستقل کشمکش اور فساد کے بیج بو دیئے ہیں۔ جب ہمارے اخلاقی معیار باہم متصادم ہوں گے تو اخلاقی قدریں لامحالہ دفن ہو کر رہ جائیں گی اور پھر انسانوں پر سے ان کی گرفت کا ڈھیلا پڑ جانا بالکل فطری ہے ـــــــ مسیحیت کے اصولِ الفت کی جگہ اب نفرت نے لی ہے۔ یہاں فرد اور فرد کے درمیان منافرت ہے، اور ایک گروہ دوسرے گروہ سے برسرِ پیکار ہے۔ قومیں قوموں کے خلاف، ریاستیں ریاستوں کے خلاف اور نسلیں نسلوں کے خلاف صف آرا ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" ایسے مذموم اصول کی پوری دنیا میں فرمانروائی ہے۔

اس وقت شاید ہی کوئی اخلاقی قدر ایسی ہوگی جو سب کے درمیان مشترک ہو۔ ایک گروہ کے نزدیک جو کچھ بھلائی ہے، وہی دوسرے کے خیال میں برائی ہے۔ اور سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ کسی کے پاس بھی کوئی ایسا پیمانہ نہیں، جو سب کے لیے قابلِ قبول ہو۔ مختصراً، ہم ایک دوسرے سے برسرِ پیکار افراد کا ایک

ایسا گروہ ہیں، جن کے پاس عدل وانصاف کی کوئی ترازو نہیں ہے، اس کا نتیجہ اخلاقی انارکی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تھا، اور نہ فی الواقع ہے! ۔ ہر شخص خود اپنا قانون ساز، اور اپنے پیش کردہ معیار کو ہی صحیح تسلیم کرتا ہے۔"

یہ ہیں مغربی تہذیب کے وہ آثار، جن کی کمی خود اہلِ مغرب کو بھی محسوس ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ اسلام کے علاوہ کوئی ایسا فلاحی نظام نہیں جو ہمارے اخلاق و کردار کی آبیاری کر سکے!

۔۔۔۔۔۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ برطانوی سامراجی نظامِ تعلیم ہمارے اخلاقی مسائل حل کر سکتا؛ جب کہ تعلیم کسی تہذیب کے صحت مند ارتقاء اور نشوونما کے لیے ضروری ہے ۔ چنانچہ اسلامی نظامِ تعلیم ہی ایسا نظام ہے جو اخلاقیات کی طرف بھرپور توجہ دیتا ہے، انسانیت کو اخلاق کے اعلیٰ حسن اور مقصدیت کی تعلیم دے کر اس میں خدا پرستی کی سچی روح بیدار کرتا اور اسے ایک مکمل، صحت مند زندگی کے لیے تیار کرتا ہے ۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ:

"تعلیم کا مقصد یہ نہیں ہونا چاہئے کہ نوجوان ذہن کے علم کی پیاس بجھائے، بلکہ اس کے ساتھ ہی ساتھ اسے اخلاق و کردار اور اجتماعی زندگی کے اوصاف کو نکھارنے کا ذریعہ بھی بننا چاہئیے!"

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ تعلیم کے ہر شعبہ میں اسلامی نظریۂ حیات کی روح جاری و ساری ہو ۔ اس سلسلہ میں ذرائع ابلاغ کافی معاونت کر سکتے ہیں بشرطیکہ یہ شرعی امور کو ملحوظ رکھیں ۔۔۔۔ لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ ہمارے موجودہ معاشرے کے بگاڑ کا ایک بڑا ذریعہ یہی ابلاغ عامہ ہیں ۔ بالخصوص بھارتی ٹی وی کی نشریات ہمارے لیے سمِ قاتل کی حیثیت رکھتی ہیں، جب کہ معاشرے کی اصلاح اور پاکیزہ ماحول پیدا کرنے کے لیے پاکستانی ٹی وی بھی کوئی مثبت کام نہیں کر رہا! ۔۔۔۔ بہرحال ایک اسلامی معاشرہ میں ذرائع ابلاغ کا پاکیزہ ہونا لازمی امر ہے ۔ تاکہ نوجوانوں کے دینی جذبات کو اُجاگر کیا جا سکے!

اسلامی نظامِ معاشرت کے مقابلے میں انسان نے آج تک جتنے بھی معاشرے قائم کیے ہیں، ان سب میں طبقاتی نزاع پایا جاتا ہے اور ان میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ سے ہمیشہ سے برسرِ پیکار چلا آ رہا ہے ۔ جب کہ اسلام آجر اور اجیر، آقا و غلام، سرمایہ دار اور محنت کش، سبھی کے حقوق متعین کرتا، ان کی ذمہ داریوں سے انہیں آگاہ کرتا اور ان میں توازن و اعتدال کو قائم کرتا ہے ۔۔۔۔۔ باہمی نفرت کی بجائے باہمی مودت و الفت و محبت کی فضا پیدا کرتا اور مصائب میں ایک دوسرے

کے کام آنے کا درس دیتا ہے ـــــ خیر کے کاموں میں تعاون، اثم و عدوان کی حوصلہ شکنی، امر بالمعروف نہی عن المنکر، کسی دوسرے کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھنا، دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی سے مقدم رکھنا، دوسروں کے لیے بھی وہی چیز پسند کرنا جو اپنے آپ کو پسند ہو، اور ان کے لیے وہ چیز ناپسند کرنا جو اپنے تئیں ناپسندیدہ ہو، اسلام کے یہ ایسے سنہری اور روپہلے اصول ہیں کہ جن پر عمل درآمد سے طبقاتی نزاع ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

الغرض جس پہلو سے بھی دیکھئے اسلامی نظامِ حیات انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے ـــــ زندگی کے جملہ پہلوؤں کی اصلاح و فلاح کے لیے صرف وہی اسوۂ حسنہ کے قابل ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے یہ خبر دی کہ:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" - الآیۃ (الاحزاب ۲۱)

یعنی تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں پیروی کا ایک بہترین نمونہ موجود ہے۔

لہٰذا اگر ہمیں اپنی معاشی، معاشرتی، اقتصادی، تعلیمی، سماجی اور تمدنی زندگی میں بہتر کردار اور اعلیٰ اقدار کی ضرورت ہے تو ہمیں اسی اسوہ کو مشعلِ راہ بنانا ہوگا جو ہمارے لیے معیاری حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی غریب ہے تو شعبِ ابی طالب کے محصور یا مدینہ کے مہمان کی کیفیت سامنے رکھے ـــــ اگر تاجر ہے تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی اتباع کرے ـــــ اگر حاکم ہے تو سلطانِ عرب و عجم کا حال پڑھے ـــــ سپہ سالار ہے تو بدر و حنین کے سپہ سالار کا عزم و استقلال دیکھے ـــــ فاتح ہے تو فاتحِ مکہ کی شان دیکھے ـــــ واعظ و ناصح ہے تو مسجدِ نبوی کے خطیب و واعظ کا اسوۂ حسنہ اپنائے ـــــ استاد ہے تو صفہ کی درس گاہ کے معلم کو دیکھے ـــــ بچپن گزار رہا ہے تو حضرت آمنہ کے لال کا بچپن دیکھے ـــــ جوان ہے تو مکہ کے صادق و امین کا کردار دیکھے ـــــ حقیقت یہ ہے کہ بنی نوعِ انسان کی حقیقی بھلائی، اخلاق کی بہتری، دلوں کی صفائی، اعمال کی نیکی اور حسنِ کردار کی تعلیمات سب کی سب رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں پائی جاتی ہیں! ـــــ کسی بھی معاشرہ کو لیجئے، اسے ایک بہترین معاشرہ بنانے کے لیے زندگی کے ہر میدان میں راہنما تعلیمات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے صرف وہی ذات ہو سکتی ہے جس میں کسی قسم کا کوئی عیب موجود نہ ہو۔ چنانچہ پوری تاریخِ انسانیت کا مطالعہ کر دیکھئے حضرات انبیاء علیہم السلام ایسی اعلیٰ ترین صفات کی حامل کوئی شخصیت نہ ملے گی۔ جب کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفاتِ حسنہ کے جامع ہیں ـــــ

اسی حقیقت کو کسی دل والے نے چند لفظوں میں یوں بیان کر دیا ہے کہ :

؎ لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

اخلاق و کردار کسی معاشرہ کے افراد کی شخصیتوں کو نکھارنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، نیز اقوامِ عالم کا اجتماعی تشخص بھی اسی اخلاق و کردار کے باعث پروان چڑھتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں اسی محور کے گرد گھومتی رہی ہیں ــــ اور کون نہیں جانتا کہ جب اہلِ عرب کے کردار کے گیسو سنور گئے، انہوں نے پوری دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی ــــ وقت کی جابر ترین قوتیں ان کی یلغار کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں، اور شرق و مغرب ان کی تلواروں کی جھنکار سے لرز لرز گئے! ــــ یہ سب نبیٔ امی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اور اعلیٰ ترین تعلیمات سے راہنمائی حاصل کرنے کا نتیجہ تھا، قرآن مجید شاہد ہے :

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" (آل عمران ۱۶۴)

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسانِ عظیم فرمایا کہ ان میں، انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا، جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے، ان کا تزکیۂ نفس کرتے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے!"

چنانچہ انسانیت کو آپ ہی کی تربیت کے فیضان سے ابوبکر ایسے صدیق، عمر ایسے فاروق، عثمان ایسے غنی اور علی ایسے حیدرِ کرار ملے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)! قیصر و کسریٰ کا تاج بھی انہی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا گیا ــــ بلالِ حبشی نے اسی آغوش میں تربیت پائی تو رضی اللہ عنہ کا خطاب پایا، اسی دنیا میں جنت کی خوشخبری حاصل کی! ــــ اخلاق و کردار اور انسانیت کی یہ بلند اقدار اور کہاں سے مل سکتی ہیں، جو اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھیں! ــــ یہ سب نتیجہ تھا اس ہستی کے فیضانِ تربیت کا جس کے بارے ارشاد ہوا کہ،

"وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (القلم ۳-۴)
"آپ کے لیے بے انتہا، بے پایاں اجر ہے اور آپ کے اخلاق بڑے ہی بلند مرتبہ ہیں۔"

——— سوچیے، آج ہمارا معاشرہ برائیوں کا گہوارہ کیوں بن کر رہ گیا ہے؟ ——— صرف یہ کہ ہم نے اس رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو فراموش کر دیا ہے ——— حالانکہ زندگی کے ہر میدان میں، ہر شعبے اور ہر موڑ پر، ہر رنگ میں اور ہر پہلو آپؐ کی تعلیمات ہمارے لیے راہنما کی حیثیت رکھتی ہیں ——— کاش ہم اپنے اخلاق و کردار کی گرتی ہوئی دیواروں کو ان تعلیمات سے سہارا دے سکیں، اپنے معاشرہ کی خلتوں کو دور کرنے کے لیے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیلوں سے فیضیاب ہونے کا عہد کریں ——— واللہ الموفق، آمین!

احبابِ جماعت سے تعمیرِ مدرسہ میں تعاون کی اپیل

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہمارے گاؤں میں کوئی مدرسہ نہ تھا، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نے مدرسہ حفظ القرآن کا اجراء کیا ہے تاکہ ہمارے مقامی و بیرونی طلباء تحفیظ القرآن سے مستفید ہو سکیں۔ ہمارے مدرسہ کے دو کمرے بغیر چھت کے ہیں اور تعلیم میں سخت رکاوٹ پیش آ رہی ہے۔ مخیر احباب جماعت سے اپیل ہے کہ تعمیرِ مدرسہ کی تکمیل میں تعاون فرما کر اپنا گھر جنت میں بنائیں، تخمینہ خرچ ایک لاکھ کے برابر ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ!

اپیل کنندہ: حکیم خورشید احمد ناظم اعلیٰ
مدرسۃ السلطیۃ التحفیظ القرآن الکریم

چک ۱۲۵/۹-L
تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال